یوسف علی خان

حکیم فتح محمد سیہوانی

حکیم فتح محمد سیہوانی سندھ کے نہ صرف حکیم حاذق تھے بلکہ اعلیٰ پایہ کے ادیب و شاعر، دانشور اور سیاستدان بھی تھے۔ ان کا شمار سندھ کی ان نامور شخصیتوں میں ہوتا ہے۔ جن پر سندھ فخر کرتا ہے سندھ باب الاسلام ہے۔ سندھ کی زمین محبتوں کی سرزمین ہے یہ سندھ کی خوش نصیبی ہے کہ عالم اسلام کے مختلف علاقوں سے اللہ کے بہت سے برگزیدہ بندے سندھ آئے۔ اور اسے اپنا مسکن بنایا۔ ان میں حضرت شہباز قلندرؒ، حضرت سچل سرمستؒ اور دیگر کئی بزرگان دین کے علاوہ صوفی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ وہ عظیم ہستیاں ہیں جنھوں نے نورِ اسلام کی کرنوں اور فیوض و برکات سے اپنے گرد و پیش کو منور کر دیا۔ ان میں حضرت شہباز قلندرؒ نے سیہون کو اپنا وطن بنا لیا۔ انھوں نے اسلامی تعلیمات، محبت و بھائی چارہ کی تبلیغ اور اپنے علم و عمل کی روشنی سے سندھ کو جگمگا دیا۔ حکیم فتح محمد کا وطن بھی سیہوان تھا۔ جسے اب سیہون شریف کہا جاتا ہے۔ سیہون سندھ کا ایک قدیم ترین شہر ہے۔ جس کے سینے میں تہذیب و تمدن، علم و ادب، صنعت و تجارت کے ہزاروں واقعات پوشیدہ ہیں۔ سیہون کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سو اتین سو سال قبل مسیح بھی سیہون موجود تھا۔ دورِ حاضر کی جدید تحقیق سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سکندر اعظم بھی سیہون آیا تھا۔ اور اسے فتح کیا تھا۔ چند سال قبل یونان کی ایک تحقیقاتی ٹیم سکندر اعظم کی فتوحات کا نقشہ لے کر اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیہون شریف کی پہاڑیوں تک پہنچی تھی لیکن نقشہ کے مطابق آگے راستوں کا پتہ نہ چلنے کے باعث وہ واپس لوٹ گئی۔ سیہون کا قلعہ بھی سندھ کے مشہور چھ قلعوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ سیہون کی پہاڑیوں میں ایک مشہور چشمہ ہے جسے "داہی کا چشمہ"

کہا جاتا ہے جس میں ہمیشہ پانی بھرا رہتا ہے۔ لوگ اس میں غسل کرکے شفا یاب ہوتے ہیں۔ تاہم آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ اس چشمہ میں پانی کہاں سے آتا ہے؟ جس طرح سندھ کی تہذیب و تمدن انتہائی قدیم ہے اسی طرح سندھی زبان کا شمار بھی دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں ہوتا ہے۔ سندھی زبان اپنے اندر بہت گہری وسعت لیے ہوئے ہے اور ادبی سرمائے سے مالامال ہے حکیم صاحب نے سندھی زبان کے عمدہ نثر نگار تھے اور انشاء پرداز ہونے کے علاوہ بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ ان کی تحریروں، ان کے اشعار میں زبان کی شگفتگی روانی کے ساتھ ساتھ فکر کی گہرائی بھی ملتی ہے اور یہی خوبی ان کے اردو کلام میں بھی پائی جاتی ہے۔

مولانا حکیم فتح محمد سیہوانی (مرحوم) ۱۸۸۳ء میں سندھ کے مردم خیز شہر سیہون شریف کے قدیم معزز عباسی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد گرامی حکیم حافظ غلام الدین ہے جو سندھ کے علاقہ کے نامور عالم اور مشہور حکیم تھے۔ ان کے پاس نادر و نایاب کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ ان کی علمیت کی اس قدر شہرت تھی کہ عربستان اور خراسان تک ان کے دینی فتوے تسلیم کیے جاتے تھے۔ حکیم فتح محمد مرحوم نے ۵ سال کی عمر میں قران مجید پڑھنا شروع کردیا۔ دس سال کی عمر سے فارسی کی تعلیم کا آغاز کیا۔ گیارہ سال کی عمر میں والد کا انتقال ہوا جس کے بعد ان کے بڑے بھائی خلیفہ میاں محمد زماں نے ان کی تربیت اور پرورش کی۔ انھوں نے مزید تعلیم میہڑ تعلقہ کے گاؤں شاہ پنجو، بوبک، سیتا میں پائی اور ۲۱ سال کی عمر میں فارسی و عربی میں فارغ التحصیل ہوگئے انھیں مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ اور نعت کی کتابوں سے گہری دلچسپی تھی۔ ان کے علاوہ تاریخی، ادبی، حدیث و تفسیر، شعر و عروض مباحثہ و مناظرہ وغیرہ کی کتابیں بھی زیر مطالعہ رہتیں۔ ان کے خاندانی کتب خانہ میں فلسفہ، طب، ریاضی، شاعری، تاریخ، انجینیری وغیرہ کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود تھیں۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے سیہون میں اپنا مدرسہ قائم کیا۔ ساتھ ہی ساتھ اپنا خاندانی پیشہ حکمت اختیار کیا۔ پھر کچھ عرصہ حیدرآباد میں گزارنے کے بعد معاشی ضروریات کی تکمیل کے لیے کراچی میں مستقل رہائش کے خیال سے کچہری روڈ پر اپنا مطلب کھول دیا۔ کراچی میں وہ حکمت کے ساتھ ساتھ سیاست اور صحافت میں بھی دلچسپی لینے لگے۔ الاصلاح، الوحید، الاخلاق وغیرہ کئی روزناموں اور رسالوں سے وابستہ رہے اس زمانے میں مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا ہوچکی تھی

حکیم صاحب ملک کی آزادی کے زبردست حامی اور برطانوی حکومت کے سخت مخالف تھے۔ انگریز نوکرشاہی اور اس کے طرزِ حکومت سے انھیں سخت نفرت تھی۔ ان کا خیال تھا کہ انگریزوں کی سازشوں ہی نے ملک بالخصوص مسلمانوں کو تنزلی کے درجے پر پہنچایا ہے۔ جس کے باعث وہ تحریک خلافت میں بہت سرگرم رہے۔ سندھی زبان میں علم و ادب کے جو ذخیرے ان کے پاس سے ملے ان میں لسانیات، اخلاقیات، سیرت نگاری، سوانح عمری، دینیات اور تنقیدی کتب شامل ہیں جس سے ظاہر ہوا کہ حکیم صاحب حکمت کے علاوہ بہترین سیاست داں، صحافی، شاعر، قومی رہنما اور زبردست عالم دین بھی تھے جنھیں عربی اور سندھی علم و ادب میں مکمل مہارت حاصل تھی۔

حکیم فتح محمد سیہوانی نے ۱۹۰۸ء میں سیہون شریف کے ایک معزز قریشی خاندان میں کی۔ ان کی ۵ بیٹیوں اور دو بیٹوں میں سے ایک فرزند حکیم محمد احسن ہیں جو قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں بلدیہ کراچی کے پہلے منتخب شدہ میئر رہ چکے ہیں۔ انھوں نے عراق، افغانستان، نائیجریا، یوگوسلاویہ، یونان، قطر، عمان اور بحرین میں پاکستان کے کامیاب سفیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور چار سال تک امریکہ اور اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندے رہے حکیم صاحب کے دوسرے فرزند محمد محسن جو حیدرآباد کے مشہور وکیل تھے ۱۹۷۶ء میں انتقال کر گئے۔

حکیم فتح محمد سیہوانی نے اپنی زندگی فقیرانہ، درویشانہ طرز پر گزاری وہ پنج وقتہ نمازی اور دیندار ہونے کے علاوہ گفتگو میں بھی مرنجاں مرنج تھے۔ وہ غریبوں مسکینوں اور محتاجوں کا مفت علاج اور مدد کرتے تھے۔ علاج معالجے میں کسی سے معاوضہ طلب نہ کرتے تھے جس نے جو کچھ دیا وہ لے لیتے۔ وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے اور اس کے لیے عمر بھر جد و جہد میں مصروف رہے۔ قیام کراچی کے دوران حکیم صاحب کا مطب علمی و ثقافتی مجلس کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ جہاں مقامی اور بیرونی اہل علم، سیاستداں، صحافی جمع ہوتے اور مختلف مسائل پر بحث و مباحثہ علمی ادبی گفتگو، شعر و شاعری ہوتی۔ حکیم صاحب کے معاصروں میں حیدربخش جتوئی، شمس الدین بلبل، شیخ عبدالمجید سندھی، قاضی خدابخش، عبدالفتاح عبدعاقلی، محمد عثمان ڈیپلائی، مولائی شیدائی، مولانا دین محمد وفائیؒ، پیر علی محمد راشدی، پیر حسام الدین راشدی، پیر رشد اللہ شاہ راشدی جھنڈے والے، شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ، مولانا تاج محمود امروٹیؒ وغیرہ

شامل ہیں حکیم صاحب کو نظم و نثر پر قدرت حاصل تھی۔

حکیم صاحب نے اپنی زندگی میں جو سندھی کتابیں لکھیں ان میں قلندر نامہ (احوال حضرت شہباز قلندرؒ) فتح محمدی، حیات النبیؐ، سیرت النبیؐ نورالایمان، میرن جی صاحبی، کمال اور زوال، ابوالفضل اور فیضی، دینیات کے تین حصے اسلامی کتاب، بہارِ کلام عرف بہار اخلاق، دل میں گھاہ کندڑ مناجات خدا ہکڑو آ ہے، مثنوی داستان قوم، آفتاب ادب شامل ہیں۔ سندھی زبان میں اب تک جتنی کتابیں شائع ہوئیں ہیں ان کی کتابیں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کے علاوہ حکیم صاحب نے کئی رسالے بھی لکھے ہیں۔ ان تمام کتابوں کی زبان نہایت سلیس، عمدہ با محاورہ ہے انھوں نے کمال اور زوال کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے جن امور پر روشنی ڈالی ان میں آزادی انسان کا موروثی حق ہے، تباہ ہونے والی قوم کو اس کی طاقت بھی نہیں بچا سکتی، حکومتوں کے کمال و زوال کے اسباب، ایک قوم کو دوسری قوم سے کیا ملنا چاہیے اور حاکم اور رعیت کے آپس میں تعلقات کیسے ہونے چاہیے۔ ظالم حکمران کا کیا حشر ہوتا ہے؟ خزانہ تو عوام کی امانت ہے اسے کیسے استعمال کرنا چاہیے وغیرہ شامل ہے۔

انگریزوں کے اقتدار سے قبل سندھ میں چھاپہ خانے نہیں تھے اس لیے خبریں سینہ بہ سینہ عوامی میلوں، کشتیوں، شادیوں وغیرہ کے اجتماعات سے پھیل جاتی تھیں۔ ۱۸۴۳ء میں سندھ فتح کرنے کے بعد اس وقت کے فوجی گورنر سر چارلس نیپئر نے ۱۸۴۵ء میں سندھ کا سب سے پہلا اخبار "کراچی ایڈورٹائزر" جاری کیا اس وقت عوام میں انگریزوں کے خلاف نفرت پھیلی ہوئی تھی۔ جسے دور کرنے کے لیے انگریز اس اخبار کے ذریعہ اپنے کارناموں کا پروپیگنڈہ کرتے تھے اس کے بعد سندھی مسلمان مرزا مخلص علی بیگ نے ۱۸۵۵ء میں اخبار نکالے۔ جس سے مسلمانوں کو تقویت پہنچی۔ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم ہوئی۔ مسلمانوں نے انجمن خدام کعبہ قائم کی ۱۹۱۸ء میں خلاف تحریک اور ۱۹۲۰ء ہجرت تحریک چلی۔ جن کا سندھ کے مسلمانوں پر گہرا اثر پڑا۔ مسلمانوں نے انگریز سامراج کے خلاف جہاد کی تیاریاں کیں۔ ہندوستان میں شروع کی گئی علی گڑھ تحریک کا اثر سندھ پر بھی پڑا۔ ہوم رول تحریک بھی شروع کی گئی۔ جس کا مطلب ہندو مسلمان مل کر انگریزوں سے آزادی حاصل کرنا تھی۔ یکم اگست ۱۹۲۰ء کو حیدرآباد کے رانی باغ میں مولانا محمد شوکت علی کے

زیرِ صدارت خلافت کانفرنس کا اجلاس ہوا تھا ۔ جس میں مسٹر گاندھی نے بھی شرکت کی تھی ۔ اس دور میں حیدرآباد ، کراچی ، سکھر ، لاڑکانہ سے کافی سندھی اخبار نکلنے لگے ۔ حکیم صاحب نے بھی کئی روزناموں میں اپنے انقلابی مضامین لکھے ۔ انھوں نے ماہنامہ رسالہ الجامعہ ، روزنامہ اصلاح وغیرہ بھی شائع ہوئے ۔

حکیم صاحب نے اپنی شاعری کا آغاز عربی اور فارسی اشعار سے کیا ۔ ان کا پہلا شاعرانہ تخلص "صغیر" تھا ۔ آخری دور میں انھوں نے اپنا تخلص حکیم اختیار کیا ۔ ۱۹۳۳ء میں کراچی میں حاجی محمود خادم کی مدد سے "سندھی سدھار سوسائٹی" قائم کی جس کے وہ خود صدر ، حاجی محمود خادم نائب صدر تھے ۔ جس طرح وہ یونانی حکمت کے حاذق تھے اسی طرح وہ شعر گوئی کے بھی ماہر تھے ۔ ان کے اشعار میں مذہبی جوش وجذبہ نمایاں ہے ۔ ان کے زمانہ میں مسلمان سندھ گردش زمانہ میں جکڑے ہوئے تھے ۔ ایک طرف ہندوؤں کے ناجائز حملے واستحصال ، دوسری سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرانے کی فکر تیسری طرف انگریزوں کے تسلط سے ملک کو ہمیشہ کے لیے آزاد کرانا تھا ۔ غرض کہ اس وقت مذہب قومیت اور سیاست ، مسلمانان سندھ کے اہم مسائل تھے ۔ جن پر حکیم صاحب عموماً خامہ فرسائی کرتے تھے حکیم صاحب عاشق رسول ؐ تھے ۔ جن کا اظہار ان کی شاعری میں پایا جاتا ہے ۔ انھیں وطن سے بھی نہ صرف محبت تھی بلکہ دلی عشق تھا ۔ ان کی شاعری میں قومی ، مذہبی اور سیاسی رنگ نمایاں نظر آتے ہیں ۔ انھیں اپنی قوم کی پسماندگی کا بڑا دکھ اور احساس تھا جب وہ مسلمانوں میں نا اتفاقی دیکھتے تو وہ ذہنی اور روحانی کرب محسوس کرتے تھے ۔ حکیم فتح محمد سیہوانی کو اردو زبان میں بھی دسترس حاصل تھی انھوں نے حضرت لعل شہباز قلندرؒ پر ایک کتاب "آئینہ سکندر" اردو میں لکھی ۔ اردو نثر اور اردو نظم بھی ان کی تصانیف میں موجود ہیں ۔

حکیم فتح محمد سیہوانی کی سیاسی زندگی کا آغاز نوشہرو فیروز میں کچھ عرصہ قیام سے ہوتا ہے ۔ ان کا کہنا تھا کہ "انسان ایک مجسمہ ہے اور سیاست اس کی روح ، جس شخص میں سیاسی شعور نہ ہو اس کی حیثیت ایک بے جان جسد کی سی ہے" کتاب کمال وزوال لکھ کر حکیم صاحب نے مسلمانوں کو سیاست کے رموز واصول سے پوری طرح آگاہ کیا ۔ وہ قومی آزادی کے متوالے تھے ۔ جس کا عکس ان کی تقریروں اور تحریروں میں نظر آتا ہے وہ فوری آزادی کے حامی ہونے کے علاوہ انگریز شہنشاہیت

کے سخت دشمن تھے اور جمعیت العلمائے ہند کے رکن تھے۔

"سندھ محمڈن الیوسی ایشن" سندھ کے مسلمانوں کی پہلی جماعت اور سیاسی تنظیم تھی۔ جس نے مسلمانان سندھ کے سیاسی شعور کو بیدار کیا۔ اور تعلیم کی طرف رغبت دلائی۔ سندھ مدرستہ الاسلام کراچی اسی جماعت کی خدمت کا نتیجہ ہے۔ یہ جماعت گورنر سندھ کو مسلمانوں کے مسائل پیش کرتی تھی۔ حکیم فتح محمد سیہوانی اس جماعت کے اہم کارکن اور خزانچی تھے۔ جس کا ذکر پیر علی محمد راشدی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں جب لاڑکانہ میں ہندو مسلم فساد ہوا تو اس زمانے میں اسی تنظیم نے "لاڑکانہ ڈے" منایا۔ مولانا محمد علی جوہر کے دور میں سندھ میں "تحریک خلافت" بڑے جوش وخروش سے چلائی گئی۔ ۶، ۷، ۸، جون ۱۹۲۰ء کو لاڑکانہ میں، جولائی، ستمبر ۱۹۲۱ء میں خالق دینا ہال کراچی میں اس کے زبردست جلسے ہوئے۔ اس تحریک کے مقاصد مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کو ترکی کی حفاظت میں رکھنا، ترکی خلافت قائم رکھنا اور جنگ عظیم سے قبل ترکی سلطنت کے جو حدود تھے انھیں قائم رکھنا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ تحریک خلافت کا جسم ہند میں اور روح سندھ میں تھی۔ رئیس غلام محمد بھرگری، بیرسٹر جان محمد جونیجو، مولانا تاج محمود امروٹی، شیخ عبدالمجید سندھی، حکیم فتح محمد سیہوانی سندھ میں اس تحریک کے روح رواں تھے۔ ہجرت تحریک کی تاریخ میں بیرسٹر جان محمد جونیجو کو "رئیس المہاجرین" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے محترم جی ایم سید نے ۱۹۲۰ء میں اپنے گاؤں سن میں خلافت کانفرنس کا جلسہ کیا تھا۔ اس کی صدارت بھی حکیم فتح محمد سیہوانی نے کی تھی جس میں اطراف وکناف کے ہزاروں افراد نے شرکت کی تھی۔ حکیم صاحب کا اخبار "اصلاح" تنظیم وتحریک کا سب سے بڑا ترجمان تھا۔ ۱۰ فروری ۱۹۲۴ء کو جب مسلم لیگ کے احیاء نو کی کوششیں شروع ہوئیں تو ان میں دیگر سندھی رہنماؤں کے علاوہ حکیم فتح محمد سیہوانی نے بھی پرجوش عملی حصہ لیا۔ اور اس کے بعد مسلم لیگ کے جو عہدے دار منتخب کیے گئے اس کے صدر سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون، سیکریٹری ڈاکٹر شیخ نور محمد اور خزانچی حکیم فتح محمد سیہوانی تھے۔ سندھ کو بمبئی سے علاحدہ کرنے کی کوششوں میں بھی انھوں نے بھرپور حصہ لیا۔ انھوں نے عملی سیاست میں حصہ لے کر سندھ کی خدمت کی وہ سندھ سدھار کمیٹی کے صدر اور ۱۹۳۶ء میں کراچی میونسپل کارپوریشن کے ممبر تھے یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسلم لیگ کے احیاء اور تنظیم کے سلسلے میں جب قائد اعظم سندھ تشریف لائے تو مشورے کی غرض سے تین حضرات سے انھوں نے مذاکرات کیے ان میں حاجی عبداللہ ہارون، حکیم فتح محمد سیہوانی اور شیخ عبدالمجید سندھی اس تاریخی واقعہ کا ذکر قائد اعظم کے ساتھی، چوہدری خلیق الزماں نے اپنی کتاب "پاتھ وے ٹو پاکستان" میں کیا ہے۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۲ء میں کراچی میں انتقال ہوا۔